حق طبع محفوظ

چادرِ زہرا

مصنّفہ
ایس۔بی والدہ سید انصار رضا

مطبوعہ
نظامی پریس لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس ایمانی اور اخلاقی کہانی کی مصنفہ اردو کی معمولی تعلیمیافتہ بیوی یعنی میری والدہ مرحومہ نے ایکسال ہوا کہ انتقال کیا۔ مرحومہ کو اپنی حیات میں اسکی اشاعت و طبع کا موقع نہ ملا حقیر بھی اپنی کم عمری کے سبب کچھ نہ کر سکا۔ اب یہ دل چاہا کہ اِسے طبع کرا کر والدہ مرحومہ کی یاد تازہ کروں۔ اور اسکے پہلے اڈیشن کی ڈھائی سو جلدیں شیعہ یتیخانہ نسواں کو ہبہ کر دوں۔ مقصد اسکا والدہ مرحومہ کی روح کو ایصال ثواب ہے اور کچھ نہیں۔ باقی کاپیاں غربا کو جہانتک ہو سکا مفت تقسیم کرونگا۔ اور ارباب ہمت سے صرف دو پیسہ قیمت لوں گا تاکہ مرحومہ کی دیگر تصانیف طبع کرا سکوں۔

خاکسار
رضا ہاشمی
ابن سید لایت حسین ولا ذاکر دربار رام پور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک دن مسجد میں بیٹھے تھے رسولؐ — آیا اک سائل غریب دل ملول
دیکھ کر اس کو پیمبر نے کہا — کیا تری حاجت ہے اے مردِ خدا
بولا وہ مقروض ہوں نادار ہوں — زندگی سے اپنی خود بیزار ہوں
دور افتادہ وطن سے بھی ہوں میں — ناامید اپنے کفن سے بھی ہوں میں
سن کے یہ کانپ اُٹھے محبوب خدا — رخ سوئے اصحاب حضرت نے کیا
اور کہا حضّار سے یارو سنو — آرزو اسکی ہر اک پوری کرو
جس سے جو ممکن ہو اس کو دو ابھی — اور سند بخشش کی مجھ سے لے ابھی
پھر تو کیا تھا ایک نے اٹھکر کہا — یا نبیؐ ناقہ اسے میں نے دیا
کی گذارش ایک نے یہ باادب — قرض اسکا میں ادا کرتا ہوں سب
ایک بولا میرے ذمہ ہے لباس — خوش ہوئے یہ سُنکے شاہِ حق شناس
بعد اس کے صرف کھانا رہ گیا — جسکو اپنے ذمہ سلماں نے لیا
تھے مگر حد سے زیادہ خود غریب — کی جو ہمت ہے یہ سرتاسر عجیب

نکلے مسجد سے کہ اب کچھ قرض لیں — جب تو اپنے عہد کو پورا کریں
اتفاقاً کچھ نہ ہاتھ آیا کہیں — رو دیے تقدیر پر اپنی وہیں
اور تو کچھ بھی نہیں تھا یہ حجاب — دوں گا میں اپنے نبیؐ کو کیا جواب
دفعتاً یاد آ گئیں بنتِ رسولؐ — دل پکار اٹھا کہ چل نزدِ بتولؑ
بس وہی حاجت روائے خلق ہیں — بس وہی مشکل کشائے خلق ہیں
تیری حاجت ہوگی پوری بس وہیں — ان سے بہتر کوئی دنیا میں نہیں
مدعا اس در پہ بر آئے گا — کچھ نہ کچھ کھانا وہاں مل جائیگا
یہ خیال آتے ہی فوراً چل دیا — اور درِ حیدر پہ جا کر دی ندا
مبتلائے غم ہے سلمانِ حزیں — لاج رکھ لو بنتِ ختم المرسلیں
آئیں دروازہ پہ تب خیر النسا — اور کہا سلماں سے کیا ہے ماجرا
عرض کی اس نے دخترِ سلطانِ دیں — منہ یہ احمد کو دکھانے کا نہیں
بعد اس کے سارا قصہ کہہ دیا — آنسو بھر لائیں جنابِ سیدا
اور کہا سلمان تم سے کیا کہیں — شکر ہے اللہ کا ہر حال میں
شاد ہوں میں جس طرح خالق رکھے — دوسرے فاقے سے ہیں بچے مرے
پر یہ ناممکن کہ خالی جاؤ تم — میری یہ چادر گرو کر لاؤ تم

اس کے بدلے جو ملے وہ لاکے دو
لو ابھی سلمان کہا نا مجھ سے لو

عسرت زہرا پہ روئے خوب سا
لیکے چادر رخ کیا بازار کا

اک یہودی کو ردا وہ لاکے دی
لیکے جَو کچھ اس سے گھر کی راہ لی

خدمت زہرا میں پھر حاضر ہوئے
جَو وہ لاکر سیدہ کو دیدئے

فاطمہ بنتِ نبیؐ نے یہ کیا
جو بھی کچھ تھا سب پکا کر دیدیا

بولے سلماں سب نہ مجھ کو دیجئے
کچھ تو بچوں کے لئے رکھ لیجئے

بنتِ احمد نے کہا سلمان سے
دور ہے اپنے کرم کی شان سے

پھر سائل ہو سکا جو وہ کیا
اب مرے بچوں کا مالک ہے خدا

دل کی حسرت ہائے دل میں رہ گئی
اور کچھ ہوتا تو میں دیتی ابھی

الغرض کھانا گدا کو دے دیا
شکر کا سلمان نے سجدہ کیا

محو کر دو دل سے سائل کا خیال
اب سنو تم چادرِ زہرا کا حال

وہ یہودی جب ردا گھر لے گیا
لائے کیا بی بی نے پوچھا تب کہا

نزدِ مسلم یہ لباسِ پاک ہے
چادرِ بنتِ شہِ لولاک ہے

ہنس کے وہ بولی میں دیکھوں تو اسے
چادرِ بنتِ پیمبر مجھکو دے

دی یہودی نے وہ زوجہ کو ردا
اس نے کھولا اور یہ دیکھا ماجرا

راز غربت کے عیاں وہ چند ہیں — ایک دو کیا سیکڑوں پیوند ہیں
پھر تو آنکھوں میں ہوئی دنیا سیاہ — بولی شوہر سے وہ بھر کر سرد آہ
بنت پیغمبر کی چادر ہے یہی — زوجہ حیدر کی چادر ہے یہی
بنت سلطانِ جہاں کا یہ لباس — دخترِ شاہ زماں کا یہ لباس
اُف ردائے فاطمہ پیوند دار — اُف لباسِ سیدہ اور تار تار
لھر کا شاہوں کے یہ کب دستور ہے — احمد مرسل خدا کا نور ہے
طور یہ شاہان دنیا کے نہیں — ہیں یہ پیغمبر خدا کے بالیقیں
چل بس اب چل مصطفےٰ کے پاس چل — اوندھے منہ دوزخ میں جائیگا جہل
سر پہ رکھ چادر کو آنکھوں سے لگا — چھوڑ کفر و شرک کو ایمان لا
میں تو لے دل سے مسلماں ہو گئی — مجھ کو چادر وجہ ایماں ہو گئی
تیرا جی چاہے تو میرا ساتھ دے — ورنہ مجھ کو چھوڑ اپنی راہ لے
ولا وہ میں بھی ہوں تیرا ہمنوا — تجھ سے پہلے مجھ کو روشن ہو گیا
مصطفےٰ میں انبیا کی شان ہے — چادرِ زہرا بڑی پہچان ہے
ہیں محمد خاصۂ ربِّ جلیل — اس سے بڑھکر اور کیا ہو گی دلیل
چل قدر زہرا کو آنکھوں سے لگائیں — یہ ردائے پاک اُن کی دیکھے آئیں

اُن کے صدقے میں یہ نعمت پائی ہے — دولتِ دیں جن میں ہاتھ آئی ہے

کہکے وہ یہ حاضرِ خدمت ہوئے — سر درِ بنتِ نبی پر دھر دیئے

عرض کی اے زوجۂ شیرِ الٰہ — بخشدو ہم عاصیوں کے تم گناہ

دولتِ ایماں ہم نے پائی ہے — آپ کی چادر بڑے کام آئی ہے

سُن کے یہ بنتِ پیمبر نے کہا — آمری پیاری بہن تو گھر میں آ

آج سے ہم اور تو سب ایک ہیں — مرحبا تیرے ارادے نیک ہیں

پھر کہا شوہر سے اُسکے بھائی جا — پیشِ محبوبِ خدا ایمان لا

شادماں تجھ سے بہت ہونگے رسولؐ — سعی تیری پیشِ حق ہوگی قبول

فاطمہ بنتِ نبیؐ کی گفتگو — سُن کے دل میں خوش ہوا وہ نیک خو

دخترِ خیر الورا نے بات کی — بھائی کہکر سیدہ نے بات کی

یہ مساوات ایک ملت میں نہیں — مذہبِ اسلام حق ہے بالیقیں

جسکی بیٹی کی ہے یہ شانِ کرم — خود وہ ہوگا صاحبِ خلقِ اتم

باتیں اپنے دل سے یہ کرتا ہوا — آیا مسجد میں وہ پیشِ مصطفےٰ

چاہتا تھا یہ قدم پر رکھدوں سر — پھر کہوں میں رازِ دل اپنا مگر

آپ نے سینہ سے لپٹایا اُسے — دی جگہ پہلو میں بٹھلایا اُسے

یہ نہ پوچھا کون ہے کیا نام ہے
ہنس کے فرمایا بتا کیا کام ہے

مصطفےٰ حاضر ہے خدمت کیلئے
دل سے آمادہ ہے نصرت کیلئے

جتنے انساں ہیں وہ سب ہیں بھائی بھائی
تو ہمارا بھائی ہے ہم تیرے بھائی

سچ بتا کس واسطے آیا ہے تو
تجھ سے آتی ہے مجھے ایماں کی بو

بولا وہ تلقینِ ایماں کیجئے
یا نبیؐ مجھ کو مسلماں کیجئے

راہِ حق قسمت نے دکھلائی مجھے
چادرِ زہرا یہاں لائی ہے مجھے

کیوں دلِ مسلم توجہ کی ادھر؟
کچھ کھلیں آنکھیں تری او بے خبر

سیرتِ اسلام یہ ہے یا کچھ اور
کیوں مسلمانوں کیا کچھ تم نے غور

کیا نہیں لازم تمھیں اس پر عمل
کیا نہیں ہے یہ نصیحت برمحل

زندگی کا یہ اگر معیار ہو
کیوں نہ ہر مسلم کا بیڑا پار ہو

ہیں یہ اخلاقِ پیمبر سر بسر
دل سے رکھنا چاہیئے ان پر نظر

بچیوں کو اپنی یہ تعلیم دو
فاطمہ بی بی کی سیرت پر چلو

تم کو یہ حسنِ عمل درکار ہے
اہلِ مغرب کا چلن بیکار ہے

ہر مسلمان کا یہ نصب العین ہو
آخرت اچھی جہاں میں چین ہو

باہتمام مرزا محمد جواد نظامی پریس لکھنؤ میں چھپی